التفسیر، مجلس تفسیر، کراچی جلد ۵، شمارہ ۱۸، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۱ء

عالمی معاشرے کا قیام اور اس کے اثرات

سبیحہ بانو

Abstract

The process of Globalization is on its peak. It is the requisition of wisdom to have an objective approach towards it and to give a profound consideration to the underlying principle of globalization and its effects. At the same time it is important to use our own potentials to deal with the problems generated as a result of globalization.

In this meaning, globalization persists to be portrayed as an independent historical influence, overpowering our social, political and economic structures and leaving us in debilitated as agents facing inevitable change. Likewise we are always fascinated by one of the globalizations' ostensibly elements: technology. Moreover, it is acknowledged that Globalization is a compound of technological, economic and political modernization that has radically lessen the difficulty of economic, political and cultural swap.

In fact the problem is not with globalization but with how it has been tackled. And it is unfortunate that Globalization at present is not proved effective for the deprived population of the world. Similarly it is not working significantly for the natural environment and for the firmness of the global financial system. Therefore the fact is poverty has increased as incomes have reduced.

آج اکیسویں صدی کے دہانے پر انسان کا سفر ایک عالمی معاشرے کی صورت میں جادۂ تاریخ پر جاری و ساری ہے۔ عالمی معاشرہ وجود میں آ رہا ہے۔ دنیا سمٹ کر ایک بڑے سے گھر کے صحن کی صورت اختیار کر رہی ہے جہاں مختلف رنگ، نسل، مذہب، زبان اور ثقافت کے لوگ ایک دوسرے سے کسی حد تک باخبر رہ کر زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ایک منظر نامہ ہے جس کے خد و خال صاحبانِ علم و عقل کے اذہان میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس حوالے سے فی زمانہ کرۂ ارض کے انسان اپنی زندگی کے ہر پہلو میں قابلِ ذکر تبدیلیاں محسوس کر رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں پر غور کرنا اور انہیں سمجھنا ضروری ہے۔ تاکہ آئندہ نسلوں کے لیے بہتر زندگی کے منصوبہ بندی کی جاسکے۔

مغرب میں علوم کی نشاۃ الثانیہ اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والے صنعتی انقلاب نے موجودہ عالمگیریت کی راہ ہموار کی اور ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی نے انسانی زندگی کے شب و روز میں جس انداز سے تبدیلی پیدا کی ہے وہ اس سے قبل تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ صرف سو سال کے اندر اندر زندگی کی ہر بساط پر نئے نئے مہرے نظر آنے لگے ہیں جن کی چالوں سے واقف ہوتے ہوتے بھی عمر گزر جاتی ہے۔ فطرت کی طاقتوں کو تسخیر کرنے کے زعم میں انسان نے طاقتور مشینیں بنائیں، مہلک ہتھیار ایجاد کیے، فضاؤں پر تسلط قائم کیا اور اپنی اس طاقت کو آزمانے کے لیے اور خود کو ناقابلِ شکست ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے تجربے کیے۔

عالمگیریت کو درپیش مسائل میں موسموں کی تبدیلی، وبائی بیماریاں، تنازعے، دہشت گردی، خوف، بھوک، غربت، تعلیم تک رسائی، اقتصادی عدم استحکام، حکومت اور بدعنوانی، ناقص غذا، ہجرت اور نقل مکانی، صفائی اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی، تجارتی پابندیاں، سمگلنگ، جنگ اپنے کارخانوں میں تیار شدہ اسلحے کو ٹھکانے لگانے کے لیے بہانے سے مختلف ممالک پر حملے، وسائل پر قبضہ اور نوآبادیاتی نظام کے بدلے ہوئے چہرے کی شناخت کا عمل شامل ہے۔ ان تمام مسائل کو سمجھنے اور ان کے حل کا حصہ بننے کی صلاحیت کے بغیر آج کا کوئی انسان باعزت طریقے سے زندگی کا سامنا نہیں کر سکے گا۔ مادیت پرستانہ رویوں کے عام ہوجانے کی وجہ سے عزت اور ذلت کے معیار بھی بدل گئے ہیں۔ آج وہی معزز ہے جو دولت مند ہے۔ علم، تقویٰ، پرہیزگاری اور اخلاق کی اقدار اپنی وقعت کھو رہی ہیں اور مادی دولت ہی عزت کا معیار ہے۔

عالمی معاشرے کے تشکیل پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں قابل ذکر تبدیلیاں آئی ہیں۔ کرۂ ارض سمٹ کر رہ گیا ہے اور اس کے باسی اب ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں۔ مشرق و مغرب کی خبریں لمحہ بہ لمحہ سب کو مل رہی ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی حیرت انگیز طاقت کے زیر اثر آج ہم سب ایک ہی شہر کے باشندوں کی طرح ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہیں لیکن یہ واقفیت اپنی جگہ، ہم اس عالمی معاشرے کا شہری ہونے کے ناطے طرح طرح کے مسائل کا شکار ہیں۔ معاشرتی اور سماجی رنگ تیزی سے بدل رہے ہیں۔ خاندانی نظام میں تبدیلی آ رہی ہے۔ لسانی اور نسلی مسائل بطور خاص اُن لوگوں کو درپیش ہیں جو کسی بھی وجہ سے نقل مکانی کر کے دوسرے ملک چلے جاتے ہیں۔ اپنی زمین اور اپنے لوگوں سے دور اپنی تہذیب اور ثقافت سے اپنا رشتہ توڑ کر یہ لوگ اپنے مستقبل کو سنوارنے کا خواب دیکھتے ہیں۔ اپنی زبان ان کے بچوں کی زبان نہیں ہوتی اور اپنا کلچر ان کے پیچھے کہیں دور رہ جاتا ہے اور یوں اپنی پہچان کھو کر یہ ایک روبوٹ کی مانند مشینی انسان بن کر رہ جاتے ہیں۔

مذہبی اور گروہی حوالے سے بھی عالمی شہری ایک معذرت خواہانہ رویے کو اپنانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ خاص طور پر ۱۱/۹ کے بعد مغربی ممالک میں مسلمانوں کو جس قسم کے رویوں

کا سامنا ہے وہ اُن کی روزمرہ زندگی کی مشکلات میں اضافہ کرتا ہے۔ میڈیا جس قسم کا پروپیگنڈہ کرتا ہے سب اُسی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

تہذیبیں آپس میں متصادم ہیں حکمرانوں کے سامنے بڑے بڑے مسائل ہیں جن کے حوالے سے طویل المدتی منصوبوں کو تشکیل دینا اور اُن پر عمل درآمد کروانا ایک کارِ دارد ہے۔

عالمگیریت نے ۲/۳ دھائیاں قبل اپنا چہرہ دکھانا شروع کیا لیکن آج تک انسانی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اس کو سمجھنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کے خدوخال مسائل کی شکل میں ہمارے گھروں کے در و دیوار پر منڈلاتے نظر آتے ہیں لیکن اس کی وجوہات، اثرات اور نتائج کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا اس سے نبردآزما ہونا۔ اس سے قبل کہ اس دنیا کا ہر انسان خود کو عالمی معاشرے کے صحن میں یا و تنہا پائے، اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ جان آرٹ شالٹے اس حوالے سے لکھتے ہیں:

Globalisation has had multi-faceted causal dynamics with the principal spurs having come from rationalist knowledge, capitalist production, various technological innovations and certain regulatory measures.

but

Globalisation has prompted important changes to certain attributes of capital, the state, the nation, the modern rationality.(۱)

ترجمہ: عالمگیریت کے متعدد پہلو ہیں جن میں سے سب سے زیادہ اہم وجوہات عقلی علوم سرمایہ دارانہ پیداوار، مختلف تکنیکی ایجادات اور کچھ قوانین ہیں۔ لیکن عالمگیریت نے سرمایہ داری، ریاست، قوم اور عقلی علوم میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔

اس ضمن میں جوزف ای اسٹگلٹز لکھتے ہیں:

What is the phenomenon of Globalisation that has been subject at the same time to such vilification and such prais? Fundamentaly it is the closer integration of the countries and people of the world which has been brought about by the enormous reduction of costs of transportation and communication and the breaking down of artificial

barriers to the flows of goods, services, capital, knowledge and (to a lesser extent) people across borders.(۲)

ترجمہ: عالمگیریت کا وہ کونسا عنصر ہے جو بیک وقت عالمگیریت کی تعریف اور تنقید کا باعث ہے؟ بنیادی طور پر یہ دنیا کے ملکوں اور لوگوں کو قریب لانے کا باعث بنی ہے۔ یہ قربت ذرائع آمد و رفت کے اخراجات میں بے انتہا کمی، ذرائع ابلاغ کے سستے ہونے اور دنیا کی جغرافیائی حدود کو جن مصنوعی باڑوں نے تقسیم کیا ہوا تھا اُن باڑوں کو ختم کر دینے کی بدولت میسّر آئی ہے جو سامان، خدمات، سرمایہ علوم (اور کچھ حد تک) افراد کی آمد و رفت کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں۔

اس ضمن میں جان آرٹ شالٹے لکھتے ہیں:

1. Globalisation is a transformation of Social geography marked by growth of superterrotorial spaces.

2. Globalisation does not entail the end of terretorial geography, territoriality and superterritoriality coexist in complex inter-relations.

3. Although globalisation made earlier appearences the trend has unfolded with unprecedented speed and unprecedented extents since the 1960s.(۳)

ترجمہ:

۱۔ عالمگیریت معاشرتی جغرافیہ میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے جس کے نتیجے میں ماورائے حدود مقامات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

۲۔ عالمگیریت جغرافیائی حدود کو ختم نہیں کرتی بلکہ جغرافیائی حدود اور ماورائے حدود ایک پیچیدہ رشتے میں (ایک ساتھ) منسلک رہتی ہے۔

۳۔ اگرچہ عالمگیریت کافی پہلے ظاہر ہوچکی تھی لیکن ۱۹۶۰ء کی دہائی سے یہ ناقابل یقین تیزی کے ساتھ بے مثال وسعت اختیار کر رہی ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہم عالمگیر گاؤں میں رہ رہے ہیں جبکہ کچھ کہتے ہیں یہ

خیال غلط ہے۔

We are not living in a global village but in the customized cottages globally produced and locally distributed.(Castells, The rise of netword society, 1996)(۴)

ترجمہ: ہم ایک عالمگیر گاؤں میں نہیں رہ رہے بلکہ ثقافتی جھونپڑیوں میں رہ رہے ہیں جن کو عالمگیریت نے وضع کیا ہے اور مقامی طور پر تقسیم کیا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی قوت اور اثر پذیری

ہماری روزمرہ کی زندگی چاہے وہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہو یا گھر سے باہر، ذرائع ابلاغ کی اثر پذیری سے آزاد نہیں رہ سکتی۔ اخبارات، رسائل، کمپیوٹر اور اس کے ذیلی پرزے ٹی وی اور اس کے معاون و مددگار اس طرح ہمارے گرد جال تن چکے ہیں کہ ہم چاہیں بھی تو ان سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ ان سے علم کے فروغ کو بہت تقویت ملی ہے تاہم علم اور معلومات کے خلط ملط ہوجانے کی باعث عام لوگ سخت قسم کی الجھنوں کا شکار ہیں اور ذرائع ابلاغ کی تربیت کے زیر اثر اپنے لیے علم و ادب اور ثقافت کے میدان متعین کر کے ان میں کام کرنے سے قاصر ہیں۔

Contemporary globalisation has had some important positive consequences with respect to cultural regeneration, communications, decentralisation of power, economic effeciency, and the range of available products. (۵)

ترجمہ: موجودہ عالمگیریت کے چند بہت اہم مثبت نتائج بھی سامنے آئے ہیں جن میں ثقافت کی ازسر نو تعمیر، ابلاغ، قوت کے مراکز کا کمزور ہونا، اقتصادی مہارت اور متنوع مصنوعات کی دستیابی ہے۔

ذرائع ابلاغ کی جدید اشکال نے انسانوں کو شدید متاثر کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ کا استعمال اتنا ہی پرانا ہے جتنا خود انسان۔ اکیسویں صدی کے ذرائع ابلاغ کی طاقت ناقابل گرفت ہے اور اس کی برقیاتی قوت نے اس کو ناقابل بیان حد تک اثر پذیر بنایا ہے۔(۶)

سمجھا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے ماہرین کا خیال ہے:

One aspect of transculturation is its production of hybrids. These fused cultural forms, T.J.M. Hoden shows in his scrutiny of Japanese media, often do little to subvert the integrity of the local.(۶)

ترجمہ: ماورائے ثقافت کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس نے مختلف اقسام آمیزوں (پروگراموں) کو جنم دیا ہے۔ یہ بگڑی (بجھی) ہوئی ثقافتی شکلیں، ٹی جے ایم ہولڈن اپنے جاپانی ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بتاتا ہے کہ مقامی اداروں کی سچائی پر حملہ نہیں کرتیں۔

عالمگیریت کے عمل نے مقامی ثقافتوں پر قابل ذکر حد تک اثر ڈالا ہے۔

عالمگیریت اور دہشت گردی

دہشت گردی نے ہماری دنیا میں ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے کہ اب ہر فرد عدم تحفظ کے لباس میں ملبوس ہے۔ یہ اسلحے کی بے دریغ پیداوار اور خوف کی فضا پیدا کرنے کے لیے نئی نئی ترکیبوں کا استعمال کرنے سے روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ راقم الحروف کی تجویز ہے کہ اگر ذرائع ابلاغ دہشت گردی کے واقعات کی تشہیر کرنا بند کر دیں اور حکومت وقت اپنا کام ذمہ داری سے کرتی رہے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دیتی رہے تو دہشت گردی سے کسی حد تک نمٹا جا سکتا ہے۔ دہشت گردوں کا مقصد خوف پیدا کرنا ہے۔ جب ان کا مقصد حاصل نہیں ہوگا تو ان کے حوصلے پست ہوں گے۔ اس کے علاوہ دہشت گردی کے پیچھے محرکات سے بھی نمٹنا ضروری ہے۔

اس ضمن میں ماہرین لکھتے ہیں:

Under such circumstances terrorism cannot be defeated. Rather it is a tragic consequence of our turbulent times or as Collin Powel has put it 'terrorism is the darkside of globalisation"(Urry 2002, p. 57)

The best that can he hoped for isa strategy that effectively minimizes and manages the terrorist threat. Such a strategy needs to address the

ٹی وی پروگرام، کیبل اور ڈیجیٹل میڈیا کے بارے میں ماہرین کا خیال ہے کہ:

ذرائع ابلاغ کی موجودہ کیفیت نے مقامی ثقافتوں، نظریات، الفاظ اور رویوں کو بہت حد تک متاثر کیا ہے۔ جو چیز سب سے زیادہ نمایاں اور حقیقی ہے وہ ہے تیز رفتار تبدیلی اور تحقیق کرنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت۔ (۷)

ذرائع ابلاغ کی اثر پذیری کے بارے میں لموتھی اور اس کے ساتھیوں کی رائے کچھ اس قسم کی ہے:

In time of fact it is media that largely engineer these new special dynamics. According to Morlay and Robins (1995:1) media are boudary spanning technologies.' that influence patterns of movement and flow of people, culture, goods and information. Inturn media and the phenomeno they touch and influence, are implicated in contemporary identity discourse, the social construction of gender and the relification of (or challenge to) local beliefs, practices and embedded social inequalities, to name a few significant aspects of social globalisation.(۸)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ ہی ہیں جو مکانی تبدیلیوں کی صورت گری کرتے ہیں۔ مورلے اور رابنز (۱۹۹۵ء) کہتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ ایسی تکنیک ہے جو سرحدوں کے پار پہنچ جاتی ہے۔ جس کے اثرات لوگوں کی نقل و حرکت، ثقافت، سامان اور اطلاعات پر پڑتے ہیں۔ اس کے بدلے میں ذرائع ابلاغ اور وہ عناصر جو اس سے متعلق ہیں آپس میں ہم عصر معاملہ رکھتے ہیں، معیشت کی سماجی تعمیر اور مقامی عقائد کو لاحق خطرات یا پھر کچھ اثرات، طور طریقے، پرانے سماجی تفرقات وغیرہ جیسے چند اہم پہلو ہیں جو سماجی عالمگیریت کے (نتیجے کے) زمرے میں آتے ہیں۔

عالمگیریت کے عمل نے مقامی ثقافتوں کے رنگوں کو دھندلا کر رکھ دیا ہے۔ تہذیب نے ایک مشینی رنگ اختیار کر لیا ہے۔ ہر شے تیز رفتاری کی نذر ہو رہی ہے۔ تیز رفتاری کو ترقی

deep existential anger generated by economic and cultural inequalities of our time or to put is slightly differently it must reflect an attempt to address in some way the recognition claims of new & sometime challenging patterns of identity and belonging.(۱۰)

ترجمہ: ان حالات میں دہشت گردی کو شکست نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ یہ ہمارے بحران زدہ حالات کا ایک نتیجہ ہے یا بقول کولن پاؤل "دہشت گردی عالمگیریت کا ایک تاریک پہلو ہے۔" (ارر ے ۲۰۰۲ء، ص ۵۷)

زیادہ سے زیادہ اس بات کی اُمید کی جا سکتی ہے کہ کوئی ایسی حکمتِ عملی وضع کی جائے اس خطرے کو بااثر طور پر کم سے کم مہلک کر کے اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ حکمتِ عملی ایسی ہونی چاہیے جو ہمارے عہد کی ثقافتی اور اقتصادی عدم مساوات سے پیدا ہونے والے شدید غم و غصے کا ازالہ کر سکے یا دوسرے الفاظ میں اس حکمتِ عملی الفاظ میں اس حکمتِ عملی سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جدید اور اکثر اوقات مختلف طریقہ ہائے شناخت و ملکیت کو بھی تسلیم کیا جا رہا ہے۔

عالمی معاشرہ اور اقتصادیات:

بنی نوع انسان کے من حیث المجموع اس قدر ترقی کر لینے کے باوجود کرۂ ارض پر انسانوں کی اکثریت بے چینی اور ناآسودگی کا شکار ہے اس کی وجہ معاشی اور اقتصادی عدم استحکام ہے جو بطور خاص تیسری دنیا پر مسلط کیا گیا ہے۔ یوں تو اب تمام دنیا ہی اقتصادی بحران کی کیفیت ہے اور اس کی وجوہات تلاش کرنے کے لیے غور سے مطالعہ کرنا پڑے گا کہ آج کی دنیا جو ماورائے حدود کیفیت اختیار کرتی جا رہی ہے کس کے ہاتھوں میں قید ہے اور مادیت پرستی کا وہ کونسا جن ہے جس نے ایک ناختم ہونے والی حرص اور بھوک کی آگ کو بھڑکایا ہے جس میں جل کر ساری دنیا راکھ ہوتی جاتی ہے۔ دوسروں کی غذا کو بھی ہڑپ کر جانے والے ڈائنا سار کی خصوصیات آج ہم سب کے اندر پیدا ہو رہی ہیں۔ مہنگائی اور قحط کا سامنا ہے اور عام انسان کے لیے اپنے خاندان کے لیے ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا کس قدر مشکل ہے۔ ہم آئے دن

خودکشیوں کی خبریں سنتے ہیں اور والدین جب اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو اُس وقت انسانی حقوق کے علمبردار کیا کرتے ہیں۔

عالمگیریت کی وجہ سے پیشوں کے میدان میں بہت وسعت آئی ہے۔(۱۱)

One factor that nearly all globalisation theory has emphasized is economy.(۱۲)

ترجمہ: اقتصادیات عالمگیریت کے عمل کا بنیادی عنصر ہے۔

سنگاپور ایشیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ بلاشبہ تیز رفتار ترقی کے ساتھ ساتھ سنگاپور نے امن اور سماجی عدل کے حوالے سے بھی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ اس کی ترقی کے پیچھے کون کون سے عوامل کارفرما ہیں ان کا جائزہ تحقیقی نظر سے لینا چاہیے تاکہ اس کی مثال سے دوسرے شہر فائدہ اُٹھا سکیں۔

The patterns indentified are different in some ways from those identified elsewhere, afinding which suggests that changes occuring in the world's global cities are influencedby something more than first the impact of global economic sectors. To be sure, local governance and culture also play a role.(۱۳)

ترجمہ: مسائل جن کی نشاندہی کی گئی ہے وہ کچھ مختلف سے ہیں دوسرے علاقوں کے مسائل کی نسبت۔ پتہ یہ چلا ہے کہ دنیا کے (سب سے) بڑے بڑے شہروں میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اُن کی وجوہات عالمی اقتصادی شعبوں کی کارکردگی کے نتائج سے زیادہ (اور میدانوں) کتیں اور ڈھونڈنی چاہیں۔ یقیناً مقامی حکومت اور ثقافت بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

عالمی معاشرہ اور عالمی مالیاتی ادارے

گزشتہ صدی میں عالمی جنگوں کے بعد جن اداروں نے جنم لیا اُن میں اہم ترین ادارے اقوام متحدہ کے عالمی مالیاتی ادارے ہیں۔ جوزف اسٹگلز جو نوبل انعام یافتہ ہیں اُن کی کتاب "Globalisation and its Discontents" بازار میں دستیاب ہے۔ انہوں نے تفصیل سے ان اداروں کی کارکردگی پر بحث کی ہے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے حوالے

سے ان کی تحقیق دوسرے ماہرین کے ساتھ ہم آہنگ ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی پر ناقص رہی ہے اور تیسری دنیا میں بڑھتی ہوئی غربت کی وجہ ان اداروں کی غیر شفاف پالیسیاں ہیں۔اس ضمن میں مصنف لکھتے ہیں:

The IMF policies in East Asia had exactly the consequences that have brought globalisation under attack. the failure of the international institutions in poor developing countries were long standing but the failure did not grab the healines. Teh East Asia crises made vivid to those in the more developed world some of the dissatisfaction that those in the developing world had long felt. What took place in Russia through most of the 1990s provides some even more arresting examples why there is such discontent with internationl institutions and why they need to change.(۱۴)

ترجمہ: مشرقی ایشیا میں آئی ایم ایف کے منصوبوں کے نتائج بعینہٖ وہی تھے جن کے نتیجے میں عالمگیریت پر شدید تنقید کی گئی۔ترقی پذیر غریب ممالک میں اس بین الاقوامی ادارے کی ناکامی کافی پرانی چیز ہے لیکن یہ ناکامی اخبارات کی شہ سرخیوں کا حصہ نہ بن سکی۔مشرقی ایشیا کے بحران نے ان بے چینی کو واضح کر کے ظاہر کر دیا جو ترقی پذیر ممالک میں ایک لمبے عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی۔۱۹۹۰ء کی دہائی میں جو کچھ روس میں ہوا اس نے واضح طور سے ثابت کر دیا کہ ان بین الاقوامی اداروں کی کارکردگی کیوں اتنی غیر اطمینان بخش ہے اور انہیں بدلنے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ جوزف ای اسٹگلز نے اپنی کتاب (جس کا ذکر ہو چکا ہے) میں بارہا کہا ہے کہ عالمی مالیاتی ادارے اور عالمی بینک ترقی پذیر ممالک کے بارے میں اپنی غیر اطمینان بخش پالیسیوں کے باعث بدنام ہو چکے ہیں۔ پے در پے ناکامیوں کے باوجود ان بین الاقوامی اداروں کے خلاف کسی نے آواز بلند کرنے کی جرأت نہیں کی یہاں تک کہ ۱۹۹۰ء میں سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور یوں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ یہ ادارے ناکام ہو چکے ہیں۔

Even so, the countries that have benefitted the most have been those

that took charge of their own destiny and recognized the role government can play in development rather than relying on the notion of a half regulated market that would fix its own ploblems.(۱۵)

ترجمہ: جن ممالک نے سب سے زیادہ ترقی کی ہے وہ ایسے ممالک ہیں جنہوں نے اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کیا اور یہ پہچانا کہ اس سلسلے میں حکومت کیا کردار ادا کر سکتی ہے نہ کہ انہوں نے (نصف منتظمین) آدھی تہائی منڈی پر انحصار کیا کہ جو اپنے مسائل خود حل کرے۔

عالمگیریت سے نمٹنے کی صلاحیت پیدا کرنا اب وقت کی اہم ضرورت ہے، عالمگیریت کی بساط پر پھیلے ہوئے وہ مہرے جو اس کی چال کو مرتب کرتے ہیں ان کی کارکردگی پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔جوزف ای اسٹگلز کا خیال ہے:

Problem is not with globalisation, but with how it has been managed. Part of the problem lied with the international economic institutions with the IMF, World Bank, and WTO which help set the rules of the game. They have done so in ways that, all too often, have served the interests of the more advanced industrialised countries and particular interests within those countries-rather than those of the develping world. But it is not just that they have served those interests; too often, they have approached globalisation from particular narrow mind-sets, shaped by a particular vision of the economy and society. (۱۶)

ترجمہ: مسئلہ عالمگیریت کا نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اس سے کس طرح نمٹا گیا ہے۔مسئلہ کا کچھ حصہ بین الاقوامی اقتصادی اداروں، آئی ایم ایف (بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، عالمی بینک، عالمی تجارتی تنظیم (کی ناقص کارکردگی) سے وابستہ ہے جو اس ڈرامے کے قوانین و ضوابط مرتب کرتے ہیں۔انہوں نے یہ قوانین و ضوابط کچھ اس طرح وضع کیے ہیں کہ اکثر اوقات یہ اعلیٰ ترقی یافتہ صنعتی ممالک کے مفاد کے لیے کام کرتے ہیں اور ترقی پذیر دنیا کی بجائے یہ ترقی یافتہ ممالک کے مفادات کے لیے خصوصی نرم گوشہ رکھتے ہیں۔لیکن صرف یہی نہیں کہ ان اصولوں اور ضابطوں نے ان ممالک کو فائدہ پہنچایا ہو بلکہ اکثر اوقات انہوں نے عالمگیریت کو خاص دائرے

میں قید کر لیا جس دائرے کو اقتصادیات اور معاشرے کی طرف خاص نظریے نے تشکیل کیا ہو۔

عالمگیریت اور کثیر القومی کمپنیاں

ابلاغ کی طرح کثیر القومی کمپنیاں بھی عالمگیریت کا وہ پہلو ہیں جو کسی کی نظر سے اوجھل نہیں۔ یہ ایک ایسا جال ہے جس نے ہماری اشرافیہ کے گرد ایسا ہالہ بنا دیا ہے جو اُن کو دوسروں سے بالکل الگ تھلگ کر دیتا ہے اور وہ معاشرے کی main stream میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ سماجی رتبے میں بے انتہا بلندی ان کے قویٰ کو بہت حد تک مفلوج کر دیتی ہے اور وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے لیے کچھ کرنے کا نہ وقت رکھتے ہیں اور نہ صلاحیت۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اوقات کار ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن میں کام کرنے والے کچھ اور نہیں کر سکتے۔

عالمگیریت کے عمل میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قیام نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

(۱۷) مکسل کا خیال ہے:

Globalisation is an extremely important phenomenon and one that has to be confronted in theory and research, if we are to have any grasp of the contemporary world. (۱۸)

ترجمہ:　عالمگیریت ایک انتہائی اہم عنصر ہے اور اگر ہمیں اپنی ہم عصر دنیا پر کچھ بھی گرفت رکھنا ہے تو ہمیں نظریاتی اور تحقیقی طور پر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

Major transnational corporations are the most important and most powerful institutions in the world today and by virtue of this fact they make capitalist globalisation the dominant form of globalisation. (۱۹)

ترجمہ:　بڑی بڑی کثیر القومی کمپنیاں آج کی دنیا کے انتہائی طاقتور ادارے ہیں اور اس صورتحال کی وجہ سے یہ سرمایہ دارانہ عالمگیریت ہی کو عالمگیریت کی واضح ترین شکل بنا دیتے ہیں۔

Heywood کا خیال ہے:

"ایک ایسے معاشی نظام میں، جہاں کثیر القومی کمپنیاں غالب ہوں اور تجارت کا بین

الاقوامی اصول کارفرما ہو، قومی ریاستوں کا مستقبل معدوم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔" (۲۰) تاہم اب یورپی یونین کے ارتقا سے آنے والا وقت ایک آفاقی وسعت کے حامل بین الاقوامی وفاق کی نوید دے رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی وسعت پذیری اور سرمایہ دارانہ نظام کی بالادستی نے عالمگیریت کو ایک حقیقت کے طور پر منوالیا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی

بے محابا صنعتی ترقی اور مسابقت کے بے روک ٹوک رجحان کے باعث دنیا میں صنعتی فضلے کی پیدائش کی وجہ سے ماحول میں اتنی آلودگی پیدا ہو رہی ہے کہ کرۂ ارض کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اوزون کے کرہ کا سوراخ بڑھتا جا رہا ہے اور کرۂ ارض پر شمسی حرارت کا درجہ بڑھ گیا ہے۔ ۲۰ فیصد آبادی کے حامل ملک امریکہ نے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی افزائش کرنے والے صنعتی اداروں کو بند کرنے سے اس لیے انکار کر دیا ہے کہ وہ اُن کی صنعتی ترقی کی راہ میں مددگار ثابت ہو رہے تھے۔ اس طرح یہ بات سامنے آتی ہے کہ ۲۰٪ لوگ ۸۰٪ لوگوں کو زہر دے رہے ہیں اور دنیا خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ (۲۱) جان آرٹ شالٹے لکھتے ہیں:

Neoliberal policies towards globalisation have had many negative consequences in regard to increased ecological degradation, persistent poverty, worsoned working conditions, various cultural violences widened arbitrary inequalities and dependent demoratic deficitys. (۲۲)

ترجمہ:　عالمگیریت کے حوالے سے نئی آزادانہ پالیسیوں کے کچھ منفی نتائج سامنے آئے ہیں جن میں ماحولیاتی آلودگی، ناختم ہونے والی غربت، روز بروز بدتر ہوتا کام کرنے کا ماحول، ثقافتی معیارات کی خلاف ورزی، دن بدن بڑھتی ہوئی عدم مساوات کی کیفیت اور کمزور جمہوریت کے نقصانات شامل ہیں۔

کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ عالمگیریت نے انسانی آبادی کے بہت تھوڑے حصے کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں؟ ان پر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

Globalisation today is not working for many of the world's poor. It is not working for much of the environment. It is not working for the stability fo

the global economy. They transition from communism to a market economy has been so badly managed that with the exception of china, Vietnam and a few Eastern European countries, poverty has soared as incomes have plummeted.(۴۴)

ترجمہ: موجودہ عالمگیریت دنیا کے عام غریب آدمی کے لیے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ یہ ماحولیات کے لیے بھی کچھ خاص نہیں کر رہی ہے۔ یہ عالمگیریت معاشیات کو مستحکم کرنے میں بھی ناکام رہی ہے۔ کمیونزم سے لے کر تجارتی معیشت تک کے سفر کو اس بری طرح طے کیا گیا ہے کہ چین، ویت نام اور چند مشرقی یورپین ممالک کے علاوہ غربت میں اضافہ ہوا ہے اور آمدنی اچانک نچلی سطح تک گر گئی ہے۔

عالمگیریت کے مثبت اور منفی پہلو

عالمگیریت اپنی آغوش میں امید کا پیغام بھی رکھتی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ساری دنیا کے بہترین دماغ ہوں اور مسائل کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کریں اور صاحبان اختیار دیانت داری سے ان پر عمل درآمد کرائیں۔

عالمگیریت کے عوامل کو مثبت پالیسیوں کے ذریعے مفید اور کارآمد بنایا جا سکتا ہے اور اگرچہ ان پالیسیوں پر عملدرآمد کرنا کوئی آسان کام نہیں تاہم محنت کے ساتھ ان سے مطلوبہ فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ عالمگیریت کے عمل کو محتاط پالیسیوں کی مدد سے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔

اس ضمن میں جوزف ای اسٹگلز لکھتے ہیں:

Globalisation has brought huge benefits. East Asia's success was based on globalisation, specially on the oppurtunities for trade, and increased access to market and technology. Globalisation has brought better health as well as an active global civil society fighting for more democracy and greater social justice. (۴۶)

ترجمہ: عالمگیریت کے پہلو میں عظیم الشان فوائد بھی موجود ہیں۔ مشرقی ایشیا کی کامیابی کا

انحصار عالمگیریت پر تھا بطور خاص تجارت کے لیے نئے نئے مواقع اور منڈیوں اور تکنیکی معلومات تک بڑھتی ہوئی رسائی۔ عالمگیریت نے صحت عامہ کے بہتر مواقع فراہم کیے ہیں اور ایک ابھرتا ہوا عالمی مہذب معاشرہ تشکیل کیا ہے جو بہتر جمہوریت اور زیادہ سماجی انصاف کے حصول کے لیے برسر پیکار ہے۔

جان آرٹ شالٹے نے عالمگیریت کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے کہا ہے:

On the bright side globalisation has in certain cases improved possibilities for young people, poor countries, women and other subordinated social circles to realize their potentials. More negatively, however, gloablisation has thus far sustained or increased various arbitrary hierarchies in contemporary society. For example gaps in oppurtunities have tended to widen during the period of accelerated globalisation on class lines as well as between the North(the-socalled-First World) and the South (the-socalled-Third World) and the East (the current and former state socialist countries). Structural inequalities have often grown in respect of gender, race, urban/rural divisions and generations.(۴۵)

ترجمہ: عالمگیریت کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس نے کچھ معاملات میں نوجوانوں، غریب ملکوں، خواتین اور معاشرے کے دیگر محکوم اور کمزور حلقوں کے لیے مختلف مواقع کو بہتر بنایا ہے تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔ منفی پہلو یہ ہے کہ اس نے موجودہ معاشرے میں آج تک ہونے والی غیر منصفانہ تقسیم کو بڑھایا ہے یا برقرار رکھا ہے۔ مثلاً بڑھتی ہوئی عالمگیریت کے اس دور میں مواقع کی مساوی تقسیم میں بہت بڑی خلیج حائل ہے، وہ مواقع جو سماجی رتبے کے لحاظ سے میسر ہیں یا شمال (مبینہ دنیائے اول) اور جنوب (مبینہ تیسری دنیا) اور مشرق (موجودہ اور سابق اشتراکی ممالک) کو حاصل ہیں۔ اداروں میں بھی غیر مساوی فکر کے رجحانات بڑھ گئے جن کا تعلق صنف، نسلیت، شہری/دیہاتی سکونت اور نسلوں سے ہے۔

اقتصادی مسائل پر قابو پانے کے لیے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جیسا جوزف ای اسٹگلز لکھتے ہیں:

What is needed are policies for sustainable, equitable and democratic growth. This is the reason for development. Development is not about helping ja few people get rich or creating a handful of pointless protected industries that only benefit the countries elite; it is not about bringing in Prada and Benetton, Ralph Lauren or Louis Uniton for the urban rish and having the rural poor in their misery. Being able to buy Gucci handbags in Moscow departmental store did not mean that country had become a market economy. Development is about transforming societies, improving the lines of the poor, enabling every one to have a chance at success and access to health care and education. (۲۶)

ترجمہ: ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے منصوبے بنائے جائیں جو سماجی استحکام، مساوات اور جمہوریت کے فروغ میں مددگار ثابت ہوں۔ یہ ترقی کا حقیقی مفہوم ہے۔ ترقی یہ نہیں ہے کہ مٹھی بھر بے کار صنعتوں کو تحفظ دیا جائے جو صرف معاشرے کے اعلیٰ طبقوں کو فائدہ پہنچائیں، ترقی یہ نہیں ہے کہ شہروں کے رئیسوں کے لیے پرادا، بینیٹن، رالف لارین اور لوئی وٹون کا انتظام کیاجائے اور غریب دیہاتیوں کی مصیبتوں کو نظر انداز کر دیاجائے۔ روس کے ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور سے گوچی کا بیگ خرید سکنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ملک تجارت کے حوالے سے بازار کی معیشت میں داخل ہوگیا۔ ترقی یہ ہے کہ معاشروں کی حالت تبدیل کی جائے، غریبوں کی زندگیاں بہتر بنائی جائیں، ہر شخص کو اس قابل بنایاجائے کہ وہ کامیابی، صحت اور تعلیم کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے۔

جوزف ای اسٹگلز نے مندرجہ ذیل تجاویز رکھی ہیں جن سے اقتصادی عدم استحکام پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

1. Acceptance of the dangers of capital market liberlisation, and that

short term capital flows (hot money) implore huge externalities costs born by those not directly party to the transaction (the lenders and the borrowers)

2. Bankruptcy reform and Standstills

3. Less reliance on bailouts

4. Improved banking regulation - both design and implimentation in the developed and less developed countries alike.

5. Improved risk management

6. Improved Safety nets

7. Improved responce to crisis (۲۷)

ترجمہ: مندرجہ ذیل کو تسلیم کرنا۔

ا۔ سرمایہ دارانہ منڈی کی آزادانہ کارکردگی کے خطرات قلیل مدتی سرمایہ کا بہاؤ (آتشی سرمایہ) بیرونی اخراجات کا کثرت سے دباؤ جس کا شکار وہ لوگ ہیں جو بلا واسطہ لین دین میں شامل نہیں ہیں (یعنی قرض خواہ اور مقروض)

۲۔ دیوالیہ کے سلسلے میں اصلاحات اور سکوت

۳۔ ضمانت پر کم انحصاری

۴۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں یکساں طور پر بنائے گئے بینکنگ کے بہتر قوانین جو منصوبے اور عملدرآمد کے سلسلے میں بیک وقت کارآمد ہوں

۵۔ خطروں سے نمٹنے کی بہتر منصوبہ بندی

۶۔ حفاظتی جال کی بہتری

۷۔ بحران سے نمٹنے کی بہتر صلاحیت

بہر حال عالمگیریت ایک ایسی قوت ہے جس سے مقابلہ کرنے کے لیے قوموں کو اپنے آپ کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں آگے بڑھانا ہوگا۔ کسی بھی ملک کی پسماندگی عالمگیریت کی دلکشی میں ایک بڑا داغ کی مانند دکھائی دے گی۔ اس ضمن میں ہیکسل کا خیال مندرجہ ذیل ہے:

In this sense, gloablisation continues to be depicted as an autonomous historical force, overwhelming our social, political and economic structures and leaving us incapacitated as agents in the face of inexorable change(Reich 1993:3). In a similar manner we are consistently awestruck by one of the globalisations' seamingly elements: technology. In a recent state of the debate article Daniel Drazner (2001:53) assets that globalisation in the eluste of technological, economic and political innovation that have drasticalluy reduced the barriers to economic, political and cultural exchange. (۴۸)

ترجمہ: اس حوالے سے عالمگیریت ایک خودکار تاریخی قوت ہے جو ہمارے سماجی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچے پر بری طرح حاوی ہے جس کی وجہ سے ہم کوئی قابل ذکر تبدیلی لانے سے قاصر ہیں (ریچ ۳۔۱۹۹۱)۔ اسی طرح ہم مستقل طور پر عالمگیر دنیا کے ایک اہم عنصر ٹیکنالوجی سے مرعوب اور خوفزدہ رہتے ہیں۔ دانیال دریزنر نے ایک حالیہ شمارے "بحث کی کیفیت" میں ایک مقالہ لکھا جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ عالمگیریت ایک ٹیکنالوجی، اقتصادی اور سیاسی ایجادات کا مرکب ہے جس نے اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی تبادلے کی راہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو حتی الامکان ختم کر دیا ہے۔

عالمگیریت کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ دانشمندی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو تحقیقی نظر سے دیکھا جائے اور اس کی وجوہات اور اثرات پر غور کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیدا کردہ مسائل سے نمٹنے کے لیے اپنے وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔ اور اس ادراک کو عوام الناس تک پہنچایا جائے کہ وہ ایک عالمی معاشرے کے شہری ہیں اور اُن کی ذمہ داریوں کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ آنے والا وقت مزید مشکلات لے کر آئے گا۔ بہتر ہے کہ ہم اپنی موجودہ اور آنے والی نسلوں کو اس کے لیے تیار کریں تا کہ عالمگیریت ہمیں اپنے پاؤں تلے روندنے کی بجائے ہمارے لیے ترقی کے نئے نئے مواقع فراہم کرے۔

حوالہ جات

1. Jon Aart Scholte, Globalisation, A Critical Introduction, Palgrave, N.Y., 2000, p. 8.

2. Joseph E. Stiglitz, Globalisation and its Discontents, W. W. Norton and company, New York, London, 2002, p. 9.

3. Jon Aart Scholte, Globalisation, A Critical Introduction, p. 8.

4. Timothy J. Serase, Todd Joseph Miles Holden, Scott Baum, Globalisation, Culture and inequality in Asia, Trans Pacific Press, Melbourne, 2003, p. 13.

5. Jon Aart Scholte, Globalisation, A Critical Introduction, p. 8.

6. Timothy J. Serase, Todd Joseph Miles Holden, Scott Baum, Globalisation, Culture and Inequality in Asia, p. 13.

I7. bid.

8. Ibid., p.11.

9. Ibid., p.7.

10. Edward Elgar, Davies, C. Nyland(editors), Globalisation in the Asian Regions: Impacts and Consequences, Monash University (Institute of Study of Global Movements Global Movements Publications, 2004, p. 49.

11. Timothy J. Serase, Todd Joseph Miles Holden, Scott Baum, Globalisation, Culture and inequality in Asia, p. 5.

12. Ibid.

13. Ibid., p.16.

14. Joseph E. Stiglitz, Globalisation and its Discontents, p.132.

15. Ibid., p.248.

16. Ibid., p.214.

17. Timothy J. Serase, Todd Joseph Miles Holden, Scott Baum,

Globalisation, Culture and inequality in Asia, p. 6.

18. Axel Hulsemeyer(Editor), Assistant Professor Department of Political Science, Concordia University, Montreal, Canada: Globalisation in the Twenty First Century: Convergence or divergence? Palgrave-Macmillan, N.Y., 2003, p. 15.

19. Ibid., p. 16.

20. Jan Aart Scholte, Globalisation, Acritical Introduction, p.133.

21. Ibid., p. 135.

22. Ibid., p. 8.

23. Joseph E. Stiglitz, Globalisation and its Discontents, p.214.

24. Ibid.

25. Jan Aart Scholte, Globalisation, Acritical Introduction, p. 6.

26. Globalisation and its Discontents, Joseph E. Stiglitz, p. 252.

27. Ibid., p. 236-237.

28. Axel Hulsemeyer(Editor), Globalisation in the Twenty First Century: Convergence or Divergence? p. 33.

Fazlur Rahman's Educational Ideas

Amna Afreen

Abstract

Fazlur Rahman has advanced the foresight of Sir Sayyid and Iqbal, so he considers the reformation of Islamic intellectualism with amending the core curriculum of religious education is essential. Since, the deficiency of insight and the sterility of intellectual aptitude are vital to eradicate from Muslims. For avoiding the melancholy of imitating the west blindly he search in the exceptional history of Muslims' great contributions in their respective fields of knowledge, these historical facts compelled contemporary Muslims to take their part in the moral progress of humanity. He believes that the deterioration of Muslims in education is the crucial cause of their decline. The solution for him is the proficient teachers with carefully planned syllabus are decisive for the development of society.

Crucial Cause of Decline of Muslim Ummah:

As an exception to his predecessors Dr. Fazlur Rahman performs unmatched scrutiny and presents his unbiased result of the Islamic history and the main cause of present decline of Muslim Ummah. He performed profound research and he totally confines himself to conservative traditional education.

> And yet, strange though it may seem, it is precisely this systematic working-out of Islam for the modern context that has not been forthcoming. In classical Islam, it had taken Muslims about two and a half to three centuries to accomplish a theological system, a legal-moral system, and a political system and then to administer them through a titanically controlled educational system to mold the orientation and ethos of the Muslim community. Indeed, this systematic structure and its educational ministration were so powerful and effective that, as an established tradition, they successfully obscured even the Quran and the real performance of the Prophet from the learned Muslims (the ulema) themselves.[1]

Certainly the light of Quran and Sunnah had shown them the way towards the magnificent development they accomplished. At the same time, this also proves that when the Ulema restrict themselves to the literal interpretation of Quran and Sunnah, the deterioration begins. Since, it is difficult to identify the exact moment of decline in the life of any nation; the ulemas confining

themselves to the literal interpretation to the fundamental of religion was in fact the beginning of the deterioration witnessed later.

Besides, the inclination of literal interpretation of the fundamentals, is a bequest of the Middle Ages, certainly is not a latest incident. The liability for such an attitude additionally remains with the ancient structure of education known as *Darse Nizami* in the sub-continent of Indo-Pakistan. The ultimate consequence of this method is that the automated education generally came to bypass creative considerations and intellectual inventiveness vanished from the educational sphere.

> Overall, he was convinced that the disarray of the modern Muslim world was caused by inadequate understanding of Quranic teachings. This he attributed to stagnation in Islamic education, beginning in the early Middle Ages and incorporated into traditional formulations, including Islamic law.[2]

Fazlur Rahman has advanced the insight of Sir Sayyid and Iqbal, thus he believes that the restructuring of religious educational systems is indispensable, together with revising the curriculum of religious academies. In the religious madrasas, the common practice is learning only a single school of interpretation, which should be abandoned and all school of thoughts should be analyzed with the fundamental sources, as a substitute of learning only the verdicts and interpretations of these schools. In addition students ought to study the facts utilizing to the principles of interpretations, and other ways of interpretation.

Students should learn comparative religion as well, modern logic, philosophy, psychology, and history, and economics and political theory as backdrop to enhance their capability of interpretation of the fundamentals in the modern period.

Thus as a result of these thoughts Fazlur Rahman was regarded as a freethinking modernist by traditionalists. He strived to carry out some significant educational reforms. Like his predecessors he asserts that the `Ulema' and all Muslims must upgrade their education. In fact, Islamic education was most important theme in all his work. All through his career he condemned those who undertook upon themselves to guide the society yet, who were not well-informed and competent enough to do so productively. He was deeply conscious of the dissatisfaction of the Islamic educational system which had become inflexible. And he persistently was carried out research independently for the formation of a new Islamic Methodology.

> Yet the crucial question to which we must eventually seek an answer here is whether there is an awareness among Muslims—and if so how much and how adequate—that an Islamic world view does need to be worked out today and that this is an immediate imperative; for unless such a system is attempted, there is little that can be ministered through education. But here precisely we come up against the most vicious of all circles of contemporary Islam—that necessary and far reaching adjustments are made in the present system of education, it is not even conceivable that creative

> minds will arise that will work out the desired systematic interpretation of Islam.[3]

The remedy for the intense barrenness of originality lies in the fundamental amendments of the existing educational system. It is not that the sterility in thoughts we have, is innate and something that cannot be change. Fazlur Rahman considers that it was born out of the attitude of confinement to the past work and lingers even now because of the prevailing approach of orthodoxy.

Hence, the primary interest of the ulema was not to educate the youngsters to counter challenges rather only to maintain religious beliefs defend them. For this reason, their attitude towards education was to teach subjects which reinforced the faith and expelled all those worldly subjects which led to inquiries and analysis. All the fields of study which could analyze the traditional view were completely forbidden. Consequently students lingered entirely ignorant of the contemporary world and have no comprehension regarding essential skills. In discussing the dilemma of present educational system prevailing in Muslim countries generally, like his predecessors, he believes that the chief reason of the deterioration in education is that the Muslims themselves inadequately contemplated it.

> It is ironical, indeed, that a people whose religious teaching takes it stand squarely on the platform of knowledge and whose predecessors have accomplishments to show to the world which are truly

> dazzling in all the branches of knowledge, should care so little for the acquisition of learning and set so little value on it.[4]

The main reason of their and any other nation's progress, at all times, depends on its advancement in education. Similarly the main cause of decline is also their decline in the same field that is education. Fazlur Rahman maintains that as a nation Muslims have lost the objective of education and as a result eventually they have lost their aspiration in life as well. He further scrutinizes the multifaceted features of this issue:

> First of all, we have the ideological problem. We have not effectively been able to relate the importance of knowledge with our ideological orientation. The result is that our people are not *inspired* to learn. They seem to have no goal in life. In general, there has been a failure to link our national achievements, economic as well as educational, with our ideological imperatives…. Secondly, and closely related with the above, is our basic calamity that there exists a dualism—indeed, a dichotomy in our systems of learning. On the one hand is the so-called 'Ulama's system, vigorously pursued in Madrasahs, which is so outmoded that it is to-day positively harmful in its results… Their curricula and syllabi have to be radically and suitably modified to bring them in line with the requirements of modern times….. But equally important is the fact that our modern educational system, imparted in the universities, has developed out of touch with our

> ideology and the cultural and social values inculcated by this ideology. …The tragic result is that our educational standards are deteriorating and, under the sudden impact of economic development, even the basic minimal sense of honesty and responsibility threatens to disappear. Thus, both these systems of education are afflicted with the worst possible form of fragmentation. This calls for immediate attention.[5]

Since Iqbal had warned that mere materialistic modern education is critically dangerous for any community especially for Muslims because they are in a stage of development. So, consequently the gulf developed between modern education and conventional trends, and in view of that, particularly, the degree of corruption both of these have, are the domineering factors of educational deterioration.

As Fazlur Rahman was the next generation Iqbal he not only in fact employs Iqbal's spirit of neutral thinking and analysis towards Western education, but also criticizes the mistakenly taken Iqbal's ideology in existing trend of current thinking.

> Muslim thinkers like Iqbal have severely criticized Western education …as dehumanizing and numbing to the human spirit. But the current strategy…, is not so much aimed at a positive goal; it seems rather to be a very defensive one: to save the minds of the Muslims from being spoiled or even destroyed under the impact of Western ideas coming through various disciplines, particularly ideas that threaten to undermine the traditional standards of Islamic morality. Under these

> conditions of spiritual panic, the strategy universally evolved in the Muslim world is mechanical: in what proportion to combine certain "new" subjects with certain "old" ones so that the potion resulting from this chemistry will be "healthful"—that is, conducive to the technological benefits of modern civilization while avoiding the poison that threatens the moral fiber of Western society.[6]

So, the ideology of Iqbal run through and makes its place in the modern thinking, however its inclination is on exceptionally self-protective aspect. What's more that this modern education and its upshot institutions are undermining the orthodox's outdated educational system and their ostensible solutions for the issues that the Muslims confront.

> Modern education brought ulama of their centuries-old monopoly of the educational process. At the same time, it produced new types of professionals and intellectuals, for whom the traditional Islamic knowledge of the ulama was becoming increasingly irrelevant. Similarly, modern court systems based on foreign legal procedures and laws, and the appropriation of the legislation process itself by the centralized state, undermined the foundation of the social identification between the ulama and the law.[7]

Thus, the Ulema demoralized and resisted the rational approach which has instigated pure sciences and scientific inventions, even though they take full advantage of them. They subverted its significance and regarded them merely as Fard-e-Kifaya, that is

an obligation not necessary for everyone but even if some of the citizens performs, it becomes completed from each person in society. They alleged that the rational thinking would persuade towards secularism and consequently undermine religious beliefs. Besides, as these ulema were the outcome of an obsolete and retrograded structure of education, they fell short to realize the importance and the effects of science and technology in the progression of society. Also the changes brought in with each latest invention emerged and became accepted in society; the Ulema took these changes as a peril to religion, even though most of them were only needed to be channelized and are not in conflict with the basics of Islam. Hence, they became used to long-standing traditions that everything which triggered a transformation is a cause for fear. In the same way, considering the status quo, they resisted every change in society.

> ...it appears that the increasing resistance of the ulema to change was most probably linked with the pressures felt by the muslim world from the colonial or quasi-colonial experiences. The more the threat of the Western powers and their "advisers" resulted in their inheritance from the latter Middle Ages and its sterile commentatorial literature.[8]

Fazlur Rahman brought to light that the cause of the inertness lies under the limited and inflexible methodology of education which ulema developed in reaction to the Mutaziala's rationalism, thus he specifically regards it as the root cause of the decline of Islamic education.

> The orthodox system of education became so effective that the movement of religious rationalism lost all its strength and its organic entity, although it bloomed still further during the 4th-6th/10th-12th centuries in the works of outstanding individual philosophers whose thought, in turn, reacted on orthodox tradition….This relative narrowness and rigidity of education in the *madrasas* (theological schools) was, indeed, mainly responsible for the subsequent intellectual stagnation of Islam. Particularly unfortunate was the attitude of the 'Ulama' towards 'secular sciences', which seemed to stifle the very spirit of enquiry and with it all growth of positive knowledge.[7]

On the other hand, the Islamists under the guidance of Maulana Mawdudi, who dominated the Muslim world extensively for quite a long time and it was claimed that his philosophy was forward-looking and having a better view of the prevailing world then the typical orthodox Ulema. However, for this contention of having a distinct place from the orthodox ulema was also incapable to provide the desirable intellectual revival as needed. In fact the Islamists find it hard to escape absolutely from the present and obtain shelter in the past. The consequence is uncertainty in stipulations of a hypothetical 'change' necessary for cultural modifications, thus to negotiate an attitude between the orthodoxy's modern education which would not be completely opposite in temperament. Fazlur Rahman profoundly